''استخارۃ (کے مادہ) کی حقیقت اوراس کی ضرورت واہمیت''

ڈاکٹر حافظ عنایت اللہ صاحب ڈیروی

استخارۃ کی لغوی واصلاحی تحقیق

استخارہ کے لغوی معنی:

استخار: بفتح التاء (التاء کی زبر کیساتھ) باب استفعال سے فعل ماضی ہے اوراس باب کی خاصیت اور خصوصیت یہ ہے کہ اس میں طلب کے معنی پائے جاتے ہیں

پس اس لفظ کے معنی ہوئے ۔ طلب الخیر ۔ (۱) اس نے خیر طلب کی۔

استخارہ' (بفتح التاء) کے معنی ہیں۔ طلب منه الخیر۔(۲) اس نے اللہ سے خیر طلب کی، جیسے کہا جاتا ہے۔

اِستَخِرِ الله یَخرلك (۳) تم خدا سے خیر طلب کرو وہ تم کو خیر عطا کریگا۔

والله یَخیر للعباد اِذَا استخارہ' (۴) اوراللہ بندے کو بہتری دیتا ہے جب وہ اس سے بہتری طلب کرتا ہے۔

الاستخارۃ: بکسر التاء (التاء کی زیر کیساتھ) باب استفعال سے اسم مصدر ہے۔ اس کے معنی ہیں'' طلب الخیر فی شیٔ'' (۵یعنی کسی معاملے میں خیر طلبی۔

پس استخارہ کے معنی خیر طلب کرنے کے ہیں۔ حدیث مبارک میں حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کانَ رسول اللہ ﷺ یعلمنا الاستخارۃ فی الامور کلھا . رسول ﷺ ہمیں تمام کاموں میں استخارہ کی تعلیم دیتے تھے۔

استخارۃ کے مادہ کی تحقیق

جہاں تک لفظ استخارۃ کے مادہ کا تعلق ہے تو اس بارے میں اہل لغت اور محققین کی آراء مختلف ہیں۔

موقف اول:

اس کے مطابق استخارۃ کا مادہ خیر ہے۔ اسکی جمع خیور و خیار مثل بحر و بحور اتی ہے ۔لغت میں لفظ خیر اسم تفضیل ہے خلاف قیاس کے: بمعنی زیادہ اچھا، زیادہ بہتر، زیادہ مفید، زیادہ نیک (۷)

علامہ احمد فیومی فرماتے ہیں: لفظ خیر لغت بنی عامر کے مطابق الف کے ساتھ ہے۔ یعنی اخیر اوراس طرح شر اصل میں اشرّ ہے۔ لیکن تمام عرب میں دونوں کا استعمال بغیر الف ہوگیا۔(۸)

علامہ راغب اصفہانی خیر کے معنی یہ کرتے ہیں۔ الخیر مایرغب فیه لکل مثلاً کان العقل والعدل والفضل والشیء النافع و ضده الشر (۹)

خیر وہ جو دوسروں کو مرغوب ہو مثلاً عقل وفضل اور تمام چیزیں اوراسکی ضد شر ہے۔

خیر کا لفظ بھلائی اور مصلحت کے مختلف پہلوؤں کے لیے استعمال ہوتا ہے چنانچہ عقل ودانش علم وحکمت بر وتقوی اور مال ودولت سب خیر کے دائرے میں آتے ہیں۔

علامہ وحید الزمان فرماتے ہیں کہ خیر ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو حسن لذاتہ اور بہتری اس کی ذات میں ہو اور اس میں ذاتی لذت ذاتی نفع اور ذاتی خوش بختی ہو (۱۰) جیسے کہا جاتا ہے: لَعَمرُ ابیك الخیر (۱۱) تمہارے صاحب خیر باپ کی قسم۔

علامہ ابن فارس لفظ خیر کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اصله العطف وَالمیل ثم یحمل علیه فالخیر خلاف الشر لان کل احد یمیل الیه و یعطف علی صاحبه (۱۲)

خیر کی اصل مائل کرنا اور اپنی طرف راغب کرنا ہے۔ پھر ان معنوں کیساتھ بعض مجازی معنوں میں بھی یہ لفظ مستعمل ہوگیا۔ پس خیر لفظ شر کا متضاد ہے کیونکہ ہر شخص اس کی طرف مائل ہوتا ہے اور اہل خیر کیلئے اپنی رغبت رکھتا ہے۔

المنجد میں خیر کے یہ معنی بیان ہوئے ہیں: **حصول الشیء علی کمالاته (۱۳)**

یعنی کسی چیز کو مکمل حسن وخوبی کیساتھ حاصل کرنے کے ہیں

شیخ احمد اساعاتی فرماتے ہیں: خیر سے مراد ہر وہ چیز یا کیفیت ہے کہ جس کا نفع اس کے نقصان سے ہر حالت میں اور ہر لحاظ سے زیادہ ہو۔ (۱۴)

اہل عرب کے ہاں خار اللہ لك (۱۵) کا دعائیہ جملہ مستعمل ہے۔

علامہ ابن اثیر اس کے یہ معنی بتاتے ہیں: **ای اعطاك ماهو خیر لك** (۱۶) یعنی خدا تمہیں وہ کچھ عطا کرے جو تمہارے حق میں بہتر ہو۔

ابن منظور اور علامہ طاہر الصدیقی نے بھی اس جملے کا یہی مفہوم مراد لیا ہے (۱۷)

خیر کی اقسام

علامہ راغب اصفہانی خیر کی اقسام پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں

والخیر ضربان۔ اور خیر کی دو اقسام ہیں

۱۔ خیر مطلق: **"وھو ان یکون مرغوبا فیه بکل حالٍ و عند کل أحد کما وصف علیه السلام به الجنة" فقال لا خیر بَخیرٍ بعدَه النار ولا شرٌّ بشرٍ بعده الجنة**

۲. **و خیر وشرٌّ مقیدان: وھو ان یکون خیرًا لوحد شرًا لآخر کالمال الذی رُبما یکون خیرًا لزید وشرا لِعمرٍ (۱۸)**

۱۔ خیر مطلق: اور وہ یہ کہ جو ہر حال میں اور ہر ایک کے نزدیک پسندیدہ ہو جیسا کہ رسول ﷺ نے جنت کی صفت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا یعنی وہ خیر دراصل کچھ بھی خیر نہیں کہ جس کے بعد آتش جہنم (میں جلنا پڑتا) اور وہ شر (تکلیف) کچھ بھی شر نہیں کہ جس کے

بعد بہشت میسر آجائے۔

۲۔ دوسری قسم خیر وشر مقید کی ہے اور وہ یہ کہ جو ایک کے حق میں تو خیر ہو جبکہ دوسرے کے لیئے شر ثابت ہو مثلاً دولت کہ بسا اوقات زید کے حق میں خیر اور عمر کے حق میں شر بن جاتی ہے۔

استخارے کا تعلق بالعموم اسی دوسری قسم یعنی خیر وشر مقید ومشروط سے ہوتا ہے کہ جو چیز اگر چہ مباحات میں سے ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ وہ کسی خاص شخص یا خاص موقع کے لئے مفید ہے یا نہیں۔ اس کا کرنا بہتر ہے یا اس کا چھوڑنا فائدہ مند ہو ہے۔

موقف دوم

اس کے مطابق لفظ استخارہ کا مادہ **خِیَرَة** ہے بکسر الخاء بفتح الیاء (الخاء کی زبر اور الیاء کی زیر کے ساتھ) اور یہ الخیرۃ ، العنبۃ کے وزن پر ہے اسکے معنی اختیار وانتخاب کے ہے۔ (۱۹)

ماہر زبان اللیث فرماتے ہیں: الخِیَرَة ، خفيفة مصدر اختار مثل ارتاب ريبته (۲۰)

خِیَرَة ارتاب ریبته خیرة مصدر خفیفہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس پر شد نہیں اتی۔

اہل لغات کا بیان ہے کہ استخارۃ **خِیَرَة الله** کے باب استفعال سے ہے اور یہ قول **اختاره الله** (اللہ نے اسے چن لیا) سے اسم ہے چنانچہ انہی معنوں میں: "محمد خِیَرَة من خلقه" (۲۱) (محمد خلق خدا میں سے انتخاب خداوندی ہیں) کا جملہ ہے لہذا استخارہ کے معنی کسی کام اور کسی چیز میں طلب خیرہ (انتخاب خداوندی چاہنے) کے ہیں۔ اہل عرب کے مقولے "استخرک اللہ یخر لک" کے معنی سعید الشرتوتی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں" ای اطلب من الله ان يختار لك مايوافقك فيختار (۲۲)

یعنی تم اللہ سے یہ طلب کرو کہ وہ تمہارے لئے ایسی چیز منتخب کردے جو تمہارے موافق اور حسب حال ہو ، یعنی وہ منتخب کردیگا۔

موقف سوم :

اس کے مطابق لفظ استخارۃ کا مادہ خوار ہے ۔ خوار عربی میں ہرن کو کہتے ہیں۔ اسکی اصل اہل لغت یہ بیان کرتے ہیں کہ:

ان الصائد يأتى الموضع الذى يظن فيه ولد الظبيه أو البقرة فيحور خوار الغزال فتسمع الأم ، فان كان لما ولد ظنّت ان الصوت صوت ولد ها فتتبع الصوت فيعلم الصائد حينئذ ان لها ولدًا فيطلب موضعه (۲۳)

شکاری ہرن یا نیل گائے کے بچے کو پکڑنے کی خاطر یہ تدبیر کیا کرتے تھے جہاں اسے گمان ہوتا کہ ہرن یا نیل گائے کا بچہ ہوگا وہاں پہنچ کر ہرن کی سی آواز نکالتا، ہرنی آواز سنتی اور اگر اس کا بچہ ہوتا تو وہ اسے اپنے بچے کی آواز سمجھ کر اس کے پیچھے ہولیتی۔ شکاری کو اس بات سے بچے کی اور ہرنی کے رخ اور حرکات سے بچے والی جگہ کا پتہ چل جاتا اور تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ مقام تلاش کر لیتا جہاں ہرنی کا بچہ ہوتا اس لحاظ سے استخارہ کی لغوی معنی تو ہرن کی آواز کے طلب کرنے کے ہیں جبکہ مجازی معنوں میں مراد استعطاف یعنی کسی کو بلانا، اپنی طرف مائل کرنا اور اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کرانا ہے۔

خلاصہ بحث:

اگر لفظ استخارہ کا مادہ خیر ہو تو اس سے مراد کام کے کرنے یا اسے ترک کر دینے کے معاملے میں اللہ تعالی سے خیر طلب کرنے کا عمل اور دعا ہے اور خیر ہی بلاشبہ قدرتی طور پر سلیم الطبع انسان کو مطلوب اور مرغوب ہے۔

اگر لفظ استخارۃ کا مادہ خیر ہو تو پھر یہ عمل کام کے کرنے یا چھوڑ دینے کے متعلق خدا کی پسند اور انتخاب کو معلوم کرنے اور اسی پر راضی رہنے کا نام ہے۔ ہر کام میں خدا کی پسند اور انتخاب کو طلب کرنا یقیناً ایسا عمل ہے کہ جو سراپا خیر و برکت اور موجب سعادت ہے۔ اگر استخارۃ کا لفظ خوار سے بنا ہو تو اس سے مراد درپیش مسئلہ و معاملہ کے متعلق اللہ تعالی کی رحمت شفقت و محبت اور توجہ کو اپنی جانب مبذول کرانا ہے تکہ صحیح صورت سامنے آسکے کیونکہ انسان کمزور ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: وَخُلِقَ الإنسان ضَعِيفا (۲۴) اور انسان کو کمزور پیدا کیا گیا ہے

ایک دوسرے موقع پر ارشاد باری تعالی ہے: اِنّ الانسان خلقَ هلُوعاً (۲۵) بیشک انسان بڑا بے صبرا (کم ہمت) پیدا کیا گیا ہے اس بناء پر انسان ہر لحہ اللہ تعالی کی مدد و نصرت کا محتاج ہے اور اسی کا اظہار ہم ہر نماز میں یہ کہہ کر کرتے ہیں۔

اِیّاكَ نعبُدُ و اِیّاكَ نَستَعین (۲۶) ہم تیری ہی عباد کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں

بہر حال استخارۃ کی اصل خواہ کچھ ہو، یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسکی نسبت اور اضافت اللہ تعالی اور صرف اللہ تعالی ہی سے ہوتی ہے۔ چنانچہ استخارۃ سے مراد ہمیشہ استخارۃ اللہ یعنی اللہ ہی سے استخارۃ کرنا ہوتا ہے۔

استخارۃ کے اصطلاحی معنی:

اصطلاح شریعت میں استخارۃ سے مراد زندگی کے اہم لیکن مباح امور میں سے اگر کوئی امر درپیش ہو تو کام شروع کرنے سے پہلے رہنمائی اور حصول برکت غرض سے مخصوص طریقے پر اپنا معاملہ اللہ رب العزت کو سپرد کرنا، اس معاملے میں اللہ تعالی سے صلاح لینا، دنیا و آخرت غرضیکہ ہر اعتبار سے بہتر کام کی ہدایت طلب کرنا اور ہر طرح کی برائی سے بچنے کی توفیق مانگنا، اپنی پسند سے دست کش ہو کر خدا کی پسند اور انتخاب کو چاہنا، اللہ تعالی کی شفقت و محبت، فضل و کرم کو اپنی جانب مبذول کرانا عمل خیر میں سہولت، کام کے کرنے کی قدرت، تائید ایزدی اور توفیق الہی مانگنا پھر کام کا جو نتیجہ بھی ہو اس میں مرضی مولا پر ہمیشہ راضی رہنا۔

انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کے مطابق:

کسی ایسے امر میں جس کا تعلق اصول و عقائد یا مسائل مہمہ و مسلمہ کی بجائے زندگی کی عام معاملات سے ہو، انسان کا باعث تذبذب اللہ سے دعا کرتا کہ اس کے بارے میں درست فیصلے کر سکے (۲۷)

الموسوعة الفقهية میں اصطلاحی معنی اس طرح بیان ہوئے ہیں:

طلب الاختيار، اى طلب صرف الهمة لما هو المختار عند الله والا ولى، بالصلوة او الدعاء الوارد فى

الاستخارة (۲۸) اختیار کا طلب کرنا یعنی جو چیز اللہ کے ہاں پسندیدہ اور بہتر ہے اسکے لئے اپنی ہمت اور کوشش صرف کرنا ہے نماز کے ذریعے یا اس دعا کے ذریعے جو استخارة کے متعلق ائی ہے۔

استخارة کے اصطلاحی معنی بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر عاصم القریوتی رقمطراز ہیں:

هی صلوۃ رکعتین من غیر فریضةٍ مع دعاء المخصوص ، فیه سئوال و استعانة باالله سبحانه وتعالی بطلب خیر الأمرین من الفعل أو لترك أو تحیر الوقت لما یریدا لاقدام علیه (۲۹)

نماز استخارة کی یہ دو رکعتیں مخصوص دعا کیساتھ غیر فرض یعنی نفل ہیں اسمیں اللہ تعالی سے سوال ہوتا ہے اور اس سے مدد مانگنا ہوتا ہے دو امروں میں سے بہتر امر کا خواہ کرنا ہو یا چھوڑنا ہو یا بہتر وقت کا طلب کرنا ہو جس میں کام کرنے کا رادہ ہے۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ استخارة کی حقیقت یہ ہے کہ کسی امر کے قرین یا خلاف مصلحت ہونے میں تردد ہو تو دعائے خاص پڑھ کر متوجہ الی الحق ہوں۔ اس کے بعد قلب میں جو امر عزم کیساتھ آجاوے اس میں خیر سمجھیں۔ سو اس کی غرض رفع تردد ہے نہ کہ انکشاف کسی واقعہ کا۔ (۳۰)

علامہ منادی فرماتے ہیں: **وحقیقتها تفویض الاختیا ر الیه سبحانه ، فانه الأعلم بخیرها للعبد ، والقادر علی ماهو خیر لمستخیره** (۳۱) استخارہ کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ کا اللہ سبحانہ کو اختیار سونپ دینا ہے کیونکہ اللہ تعالی کسی کام کی بہتری بندہ سے زیادہ جانتا ہے اور استخارة کرنے والے کیلئے جو بہتری ہو، اللہ اس (کے دینے) پر قادر ہے۔

تعریفات استخارة

فقہاء امت نے استخارة کی درج ذیل تعریفات کی ہیں:

(۱) مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں:

جب کوئی کام کرنے کا ارادہ رکرے تو اللہ میاں سے صلاح لے لیوے اس صلاح لینے کو استخارة کہتے ہیں۔ (۳۲)

(۲) مولانا ارشاد احمد فاروقی فرماتے ہیں: اللہ تعالی سے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے میں خیر طلب کرنے کو استخارة کہتے ہیں ۔

(۳) حافظ نذر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ استخارة نہ رمل ہے نہ فال بلکہ مولی کریم سے اپنے حق میں بھلائی چاہنے کو التجا ہے وہ ہر درد مند اور بے نوا کا دستگیر ہے۔ اُس سے خیر مانگنی اور ھدایت حاصل کرنی چاہیے (۳۳)

(۴) مولانا شیخ محمد محدث دہلوی فرماتے ہیں:

جاننا چاہیئے کہ استخارة کے معنی خیر طلب کرنے کے ہیں یعنی بندہ اپنے مالک اور آقا رب العالمین سے عاجزی کے ساتھ دعا کرے کہ یا اللہ فلاں امر عظیم میں جو مجھے درپیش ہے مجھ کو معلوم نہیں کہ میرے حق میں باعتبار دنیا واخرت کیا بہتر ہوگا، اس لئے میں استدعا کرتا ہوں کہ جو امر میرے حق میں بہتر ہو، اس پر میرے اس امر کی تکمیل ہو اور میرا دل بھی مطمئن ہو جائے (۳۵)

(۵) ملا علی قاری فرماتے ہیں:

الاستخارة ای طلب تیسیر الخیر فی امرین من الفعل اولترك(۳۶)

استخارہ کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے معاملے میں بھلائی کی سہولت اور بہم رسانی چاہنے کا نام ہے۔

(۶) مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے بھی یہی تعریف کی ہے۔(۳۷)

(۷) علامہ ابن فارس فرماتے ہیں:

الاستخارة:ان تسأل خیر الامرین لك و كلّ هٰذا من الاستخارةوهى الاستعطاف (۳۸)

استخارہ تمہارے اپنے لئے دو کاموں میں سے بہتر کام کا سوال کرنا،نظر کرم کی طلب اور توجہ حاصل کرنے کا نام ہے۔

(۸) علامہ محمد عبدالرؤف المناوی الشافعی فرماتے ہیں:

اذا عزمت علی فعل شئی لا تدری وجه الصواب منه اطلب التوفیق والهدایة الی اصابةخیر الامرین (۳۹)

جب تم کسی کام کے کرنے کا عزم و ارادہ کرو اور تمہیں اس کام کے درست ہونے کے پہلو کا پتہ نہ چلتا ہو تو خداوند تعالی سے اسے کرنے یا چھوڑنے کے دو امروں میں سے بہتر امر کی صحیح نشاندہی اور اسے پالینے کی توفیق اور رہنمائی طلب کرلیا کرو۔

(۹) حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

والمرادطلب منه خیر الامرین لمن احتاج الی احدهما (۴۰)

استخارہ سے مراد اللہ تعالی سے دو امروں میں سے بہتر امر کی طلب ہے اس شخص کے لیئے جو ان میں سے ایک کا حاجت مند ہو۔

استخارہ کی ضرورت واہمیت:

اس دنیا میں انسان اپنی عقل ودانش سے پورا پورا کام لیکر اپنی کامیابی کیلئے کوشش کرتا ہے اور اپنے علم وتجربے کے مطابق وسائل اختیار کرتا ہے۔لیکن اس کے باوجود بعض اوقات اپنے مقصد کو پانے میں ناکام رہتا ہے۔معلوم ہوا کہ کوئی بلند وبالا ہستی ضرور ہے جو خالق ارض وسماوات اور مدبر کائنات ہے مومن وہی ہے کہ جسے یہ یقین ہو کہ اس کارخانہ قدرت کو چلانے والا کارساز حقیقی اللہ تعالی ہے۔کام کا بننا یا بگڑنا اسی کی مشیت کے تابع ہے۔

گردش لیل ونہار اور زندگی کے نشیب وفراز گواہی دیتے ہیں کہ انسان بلاشبہ مشیت الٰہی کے سامنے بے بس ہے انسان چاہتا بہت کچھ ہے اور حصول مقصد کے لئے کرتا بھی بہت کچھ ہے لیکن ہوتا وہی ہے جو اللہ تعالی چاہے۔کیونکہ اسی کے ہاتھ میں ہمارے سارے معاملات کی بھاگ ڈور ہے جب تک اس کی مشیت نہ ہو ہم نا کامیابی سے ہمکنار ہوسکتے ہیں اور ناکامی سے بچ سکتے ہیں اس لئے ہر مومن مرد اور عورت اپنے کسی عزم وارادے کا اعلان کرتے وقت ان شاء اللہ (اگر اللہ نے چاہا) ضرور کہتا ہے۔اور یہ انشاء اللہ کہنا رب تعالی کی طرف سے رسول ﷺ کے ذریعے امت کو تعلیم ہے۔اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

ولا تقو لن لشای ء انی فاعل ذالك غداً الا ان یشاء اللہ (۴۱)

اور ہرگز کسی کام کو نہ کہنا کہ میں کل کرنے ولا ہوں (کل کروں گا) مگر یہ کہ اللہ چاہے (انشاء اللہ)

اس لئے بھی کہ انسان اس دنیا میں بندگی کے لیئے آیا ہے اور بندگی یہ ہے کہ بندہ اپنی پسند اور اختیار سے دست کش ہو کر وہی کچھ کرے گا جو اس کا آقا اس کے لئے پسند کرے پھر جو کچھ بھی اس کا آقا اس کے لئے پسند کرے وہ تہ دل سے اسے قبول کرے اور اس کی رضا کے سامنے سر تسلیم خم کر یہی عبدیت ہے استخارۃ دراصل اسی حقیقتعبدیت کا دوسرا نام ہے اس میں بندہ اپنے مالک حقیقی سے اس کی پسند دریافت کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اسی کے فیصلے پر راضی رہتا ہے۔

رسول ﷺ نے استخارۃ کی ضرورت اور اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا جیسا کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت ہے

کان رسول اللہ ﷺ یعلمنا الا ستخارۃ فی الامور کلها (۴۲)

اللہ کے رسول ﷺ ہم کو سارے کاموں میں استخارۃ کی تعلیم دیتے تھے۔

امام بدرالدین عینی اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

قولہ فی الامور کلھا ای فی دقیق الامور وجلیھا لانہ یجب المومن ردالامور کلھا الی اللہ عزوجل والتبرء من الحول والقوۃ الیہ (۴۳)

اپؐ کے قول "فی الامور کلھا" کا مطلب یہ ہے کہ چھوٹے بڑے سارے معاملوں میں، کیونکہ مومن اپنے سارے معاملات کو خدا تعالی کی طرف لوٹا دیتا ہے، اور اس کی جناب اپنی طاقت اور قوت سے اظہار بیزاری کرتا ہے۔

استخارۃ کی اہمیت اور ضرورت حضرت جابرؓ کی ایک اور حدیث سے خوب واضح ہو جاتی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ یعلمنا الاستخارۃ کما یعلمنا السورۃ من القرآن (۴۴)

کہ رسول ﷺ ہم کو استخارۃ کی تعلیم ایسے دیتے تھے جیسے ہم کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔

اس حدیث میں استخارۃ کی تعلیم کو قرآن کی تعلیم کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور یہ بات شدت اہتمام اور کمال توجہ کو واضح کرتی ہے۔ اس سے استخارۃ کی انتہائی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ (۴۵)

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں:

فیہ اشارۃ الی الاعتناء التام بهذا الدعاء وهذه الصلوۃ لجعلهما تد وین للفریضة و القرآن (۴۶)

اس میں اس دعا کی طرف مکمل توجہ کرنے کا اشارہ پایا جاتا ہے حضورؐ نے ان دونوں کو فریضہ اور قرآن کا رنگ دے دیا ہے۔

ابن علامہ الشافعی فرماتے ہیں:

ای کتعلیمه للسورۃ من القرآن ، ففیه غایۃالاعتناء بشان صلوۃالاستخارۃ لعظیم نفعه وعموم جد واہ(۴۷)

یعنی جیسے اپؐ نے قرآن کی سورۃ کی تعلیم دی، اس میں استخارۃ کی نماز اور دعا کی طرف اس کے عظیم نفع اور عمومی فائدے کی وجہ سے بہت

زیادہ انتہائی درجے کی توجہ کی طرف اشارہ ہے۔

حافظ عینی فرماتے ہیں: **فیہ دلیل علی الاھتمام بامر الاستخارۃ و انہ متاکد مرغب فیہ (۴۸)**

اس میں استخارہ کے امر کے اہتمام کی طرف دلیل ہے اور اس میں استخارہ کی تاکید سمجھی جاتی ہے کہ وہ پسندیدہ عمل ہے۔

اسی طرح ملا علی قاری، شوکانی اور مبارکپوری وغیرھم نے کہا ہے (۴۹)

امام قرطبی فرماتے ہیں: **لا ینبغی لاحد ان یقدم علیٰ امر حتیٰ یسأل اللہ الخیرۃ (۵۰)**

کسی آدمی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرے یہاں تک کہ اللہ تعالی سے اس کی بہتری کا سوال نہ کرے۔ یہ تمام امور استخارہ کی ضرورت واہمیت پر دلالت کرتے ہیں اور شارع علیہ السلام کا لوگوں کو اسکی تعلیم دینے کی خواہش پر دلالت کرتے ہیں کہ لوگ استخارہ کریں تاکہ وہ اپنے تمام حالات میں اللہ تعالی کے ساتھ اپنا تعلق بنا کر زندگی گزاز دیں اس پر اعتماد کرتے ہوئے، اس کی رسی کو مظبوط پکڑتے ہوئے اور اپنے سارے امور اللہ تعالی کی طرف حوالے کرتے ہوئے، کیونکہ استخارہ توکل اور اللہ تعالی کی طرف اپنا امر حوالے کرنے کی ایک مخصوص شکل ہے جس کا اللہ تعالینے حیرانی، تنگی اور پریشانی کے وقت ذکر، دعا اور عاجزی کرنے کا حکم دیا ہے۔ گویا اللہ کی عظمت کے سامنے ہر طاقت اور قوت سے بیزاری کا حکم دیا ہے اور وہ اللہ جو قادر ہے اور اس کا علم تمام چیزوں کو محیط ہے جو ادمی اس پر بھروسہ کرے اور اعتماد کرے اور اس کی طرف مطمئن ہوجائے اور اپنے دل اور اعضاء کو اس کے امر کا تابع کردے اور اس کے ارادے کا مرہون ہوجائے۔ تو وہ کبھی ناکام نہیں ہوتا۔ اللہ تعالی کی طرف سے تنگی، حیرانی اور اضطراب کے وقت توجہ اور التجا یہ عبادت کے مغز اور عبودیت کے جوہر کی طرح ہے اور حضور کی متابعت ہے جو اس مبارک اور نیک عمل اور اچھے اخلاق کی ترغیب دیتے تھے اور صحابہ کرامؓ کے نفوس میں اس کا بیج ڈالتے تھے تاکہ قیامت تک تمام مسلمانوں کے لئے طریقہ اور سنت ہوجائے۔

مصادر و مراجع

(۱) مرتضی الحسینی الزبیدی ،سید محمد :"تاج العروس من جواھر القاموس" دار الجلیل، کویت ۱۳۹۶ھ، ج ۱۱ ص ۲۴۶

(۲) ابراھیم مصطفی :"المعجم الوسیط" المکتبۃ العلمیۃ، ایران س ن ج ۱ ص ۲۶۳ ، ابن منظور ، محمد بن مکرم الافریقی ۷۱۱ھ:" لسان العرب" نشر ادب الحوزہ ،ایران ۱۴۰۵ھ، ج ۴ ص ۲۶۷، ابن حجر عسقلانی ، امام حافظ احمد بن علی حجر عسقلانی ۸۵۴ "فتح الباری "دار نشر الکتب الاسلامیہ، لاھور ۱۹۸۱ء، ج ۱۱ ص ۱۸۳

(۳) ابن اثیر ، علی بن محمد جزری ۶۳۰ :" النہایۃ فی غریب الحدیث" الخیریۃ، مصر ۱۳۰۶ھ، ج ۲ ص ۹۲ اسماعیل جوھری، "الصحاح" دار الکتب العربی، مصر س ن ، ج ۲ ص ۶۵۲، الشیخ العلامہ ملک المحدثین محمد طاھر الصدیقی الھندی الفتنی الگجراتی ۹۸۶ھ، :"مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزیل ولطائف الاخبار" مکتبہ دار الایمان مدینۃ المنورہ، س ن، ج ۱ ص ۳۸۶۔ "لسان العرب" ج ۴ ص ۲۶۷، "تاج العروس"، ج ۱۱ ص ۲۴۶.

(۴). "النھایۃ" ج ۲ ص ۹۲، "تاج العروس" ج ۱۱ ص ۲۴۶، " لسان العرب" ج ۴ ص ۲۶۷

(۵) "المعجم الوسیط" ج ۱ ص ۲۶۳.

(۶) امام بخاری ، محمد بن اسماعیل ۲۵۶ھ . "الجامع الصحیح " دارالکتب العربیة، مصر ۱۹۷۷ء ، ج ۱ ص ۱۵۵" لسان العرب" میں حدیث کے الفاظ کچھ یوں ہیں:" کان رسول اللّٰہ یعلمنا الاستخارة فی کلِ شی ء" ، ج ۴ ص ۶۷

(۷) المعجم الوسیط ج ۱، ص ۲۶۳، لسان العرب ج ۴، تاج العروس، ج ۱۱ ص ۲۳۸، فتح الباری، ج ۱۱ ص ۱۸۳.

(۸) احمد بن محمد بن علی المقری الفیومی ۷۷۰ھ :" المصباح المنیر" دارالھجرة ، ایران ۱۴۱۴ھ ، ص ۱۸۵

(۹) راغب اصفھانی ، ابی القاسم الحسین بن محمد بن المفضل ۵۰۲ھ :" المفردات فی غریب القرآن"، دارالمعرفت، بیروت س ن ، ص ۱۹۰. "تاج العروس" ، ج ۱۱ ص ۲۳۸.

(۱۰) وحید الزمان ، مولانا قاسمی کیرانوی :" القاموس الوحید" :ادارہ اسلامیات ، کراچی ۲۰۰۱ء ، ص۴۸۹

(۱۱) "لسان العرب" ج ۴ ص ۲۶۵ ، " تاج العروس" ج ۱۱ ص ۲۴۹.

(۱۲) ابن فارس، ابوالحسین احمد بن ذکریا بن فارس ۳۹۵ ھ ، معجم مقاییس اللغة، دار الکتاب العربی، مصر س ن، ج ۲ ص ۳۳۲۔

(۱۳) فردنیال توتل :" المنجد فی الادب والعلوم" الکاثو لیکیة ، بیروت س ن ، ص ۱۹۸

(۱۴) شیخ احمد عبدالرحمن البنا الساعاتی:" بلوغ الامانی" مصطفی البابی ، مصر ۱۳۵۵ھ ، ج ۴ ص ۱

(۱۵) "لسان العرب" ج ۴ ص ۲۶۷، " تاج العروس" ج ۱۱ ص ۲۴۲، محمد محی الدین عبدالحمید :" المختار من صحاح اللغة " ، انتشارات ناصر خسرو ، ایران ۱۳۱۳ھ ، ص ۱۵۲

(۱۶) "النھایة" ج ۲ ص ۹۲

(۱۷) "لسان العرب" ج ۴ ص ۲۶۷، " مجمع بحار الانوار" ج ۱ ص ۳۴۶

(۱۸) "المفردات فی غریب القرآن " ص ۱۶۰، "تاج العروس " ج ۱۱ ص ۲۳۸ ، ۲۳۹

(۱۹) تاج العروس ج ۱۱ ص ۲۴۲ ، لسان العرب ج ۴ ص ۲۶۶، فتح الباری ج ۱۱ ص ۱۸۳، مختار ص ۱۵۲

(۲۰) "مقاییس اللغة" ج ۲ ص ۲۳۳ ، "تاج العروس " ج ۱۱ ص ۲۴۲، " لسان العرب" ج ۴ ص ۲۶۶

(۲۱) "لسان العرب" ج ۴ ص ۲۶۶،"تاج العروس " ج ۱۱ ص ۲۴۲

(۲۲) سعید شرتوتی :" اقرب الموارد" دارالکتاب العربیه ، بیروت س ن ج ۱ ص ۳۱۱

(۲۳) "لسان العرب" ج ۴ ص ۲۶۷ ، "تاج العروس " ج ۱۱ ص ۲۴۴

(۲۴) القرآن :" سورة النسآ ء" آیت ۲۸

(۲۵) القرآن :" سورة المعارج" آیت ۱۹

(۲۶) القرآن :" سورة الفاتحه " آیت ۵

(۲۷) پنجاب یونیورسٹی :" اُردو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام" اُردو ترقی بورڈ ، لاھور ۱۹۶۶ء ، ج ۲ ص ۵۷۱

(۲۸) وزارة الاوقاف والشئون الاسلامیه :"الموسوعة الفقھیة " ذات السلاسل ، کویت ۱۹۸۳ء ، ج ۳ ص ۲۴۱

(۲۹) عاصم القریوتی، الدکتور :" صلوة الاستخارہ " دارالفکر ، بیروت ، س ن ، ص ۷

(۳۰) تھانوی ، اشرف علی ، حکیم الامت ۱۳۶۳ھ :" التکشف عن مھمات التصوّف اشرفیہ دریبہ کلان، دہلی س ن، ص ۱۲

(۳۱) المناوی ، علامه محمد عبدالرؤف المناوی الشافعی ۱۰۳۱ھ :" فیض القدیر شرح الجامع الصغیر"، مصطفی

محمد، مصر ۱۳۵۶ھ، ج ۵ ص ۴۰۳

(۳۲) "التکشف"، ص ۵

(۳۳) مولانا ارشاد احمد فاروقی : "رسول کریمؐ کے شب وروز کے اعمال" زم زم پبلیشرز، کراچی ۲۰۰۵ء، ص ۷۰۵

(۳۴) حافظ نذر احمد :" طب بنوی" مسلم اکادمی، لاھور ۱۴۰۴ھ، ص ۱۳۱

(۳۵) شیخ محمد محدث دهلوی ۱۲۹۶ھ :" بیاض محمدی" کتب علویه، لائل پور، س ن ص ۱۷

(۳۶) ملاعلی قاری، علی بن سلطان محمد القاری :مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح مکتبہ امدادیہ، ملتان، ج ۳ ص ۲۰۶

(۳۷) مولانا محمد ادریس کاندهلوی، :"التعلیق الصبیح علی مشکوۃ المصابیح " المکتبۃ العثمانیہ، لاہور س ن، ج ۲ ص ۱۱۶

(۳۸) " معجم مقاییس اللغة "، ج ۲ ص ۳۳۲

(۳۹) "فیض الباری، ج ۱ ص ۴۵۰

(۴۰) فتح الباری، ج ۱۱ ص ۱۸۳

(۴۱) القرآن :" سورۃ الکہف " آیت ۲۳، ۲۴

(۴۲) امام نسائی، احمد بن شعیب النسائی ۳۰۳ھ :" سنن نسائی " داراحیاء التراث العربی، بیروت س ن ج ۲ ص ۶۲، " صحیح بخاری" ج ۱ ص ۱۵۵

(۴۳) علامه عینی، امام بدر الدین عینی :"عمدة القاری" المنیریة، مصر س ن ج ۲۳ ص ۱۱

(۴۴) "صحیح بخاری " ج ۳ ص ۴۸، امام ابو داؤد، سلیمان بن الأشعث السجستانی ۲۷۵ھ، "سنن ابی داؤد " دارالفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ، ج ۱ ص ۵۶۸، امام ترمذی، محمد بن عیسی الترمذی ۲۷۹ھ :"سنن ترمذی " دارالفکر، بیروت ۱۴۱۵ھ، ج ۲ ص ۵۰۶، سنن نسائی، ج ۶ ص ۸۰، امام ابن ماجه، محمد بن یزید القزوینی ۲۷۵ھ، سنن ابن ماجه، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ج ۱ ص ۴۴۰، امام احمد بن حنبل، ابو عبد الله احمد بن حنبل الشیبانی ۲۴۱ھ، "مسند امام احمد" المکتب الاسلامی، بیروت ۱۳۸۹ھ، ج ۳ ص ۳۴۴، البیهقی، امام ابوبکر احمد بن حسین البیهقی ۴۵۸ھ :" سنن الکبری " دائرة المعارف النظامیه، هند ۱۳۵۵ھ، ج ۳ ص ۵۳، ابن ابی شیبه، عبداللّٰہ بن محمد ابن ابی شیبه ۲۳۵ھ :" المصنف فی الاحادیث والآثار" دارالسلفیة، هند ۱۳۹۹ھ، ج ۷ ص ۶۴، امام بغوی، حسین بن مسعود البغوی ۵۱۶ھ :"شرح السنة " المکتب الاسلامی، بیروت ۱۴۰۳ھ، ج ۴ ص ۱۵۳

(۴۵) محمد بن علان الشافعی :" الفتوحات الربانیة علی الأذکار النواویة" داراحیاء التراث العربی، بیروت س ن، ج ۳ ص ۳۴

(۴۶) " فتح الباری" ج ۱۱ ص ۱۸۵،

(۴۷) " الفتوحات الربانیة " ج ۳ ص ۳۴۸،

(۴۸) عمدة القاری ج ۷ ص ۲۲۳

(۴۹) محمد عبدالرحمن بن عبدالرحیم مباکپوری:"تحفة الأحوذی شرح جامع الترمذی " دارالکتاب العربی، بیروت س ن، ج ۲ ص ۵۰۶، الشوکانی، محمد بن علی الشوکانی ۱۲۵۰ھ :" نیل الأوطارشرح منتقی الأخبار" دارالجیل، بیروت ۱۹۷۳ء، ج ۳ ص ۸۸ " مرقاۃ المفاتیح " ج ۳ ص ۴۰۱

(۵۰) قرطبی، ابوعبد الله محمد بن احمد الانصاری القرطبی ۶۷۱ھ :" الجامع لاحکام القرآن" دارالکتاب العربی مصر ۱۹۵۳ء، ج ۳ ص ۹۰